ساحل

بچوں پر جنسی تشدد کے خلاف

ہر بچہ محفوظ

ہر بچہ محفوظ۔۔۔محکم اور با حفاظت

ساحل

اپریل۔جون ۲۰۱۶

www.sahil.org https://www.facebook.com/sahil.ngo https://twitter.com/sahil_NGO mag@sahil.org

پلے تھراپی

محمد حسن منگی کا خصوصی انٹرویو

کم عمری کی شادی... جان کا خطرہ

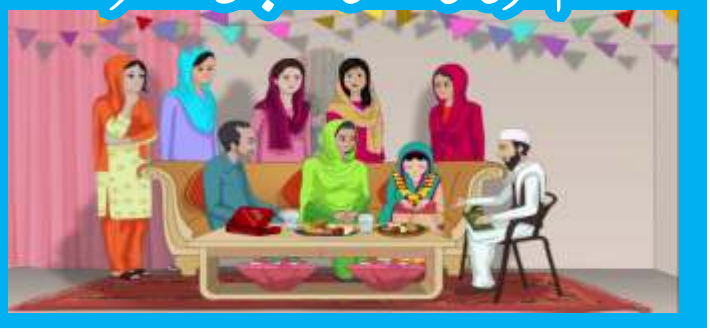

قصور کی کہانی

ہمارے ابھرتے ستارے

بچوں پر تشدّد

بچوں کو جسمانی چوٹ
پہنچانا یا جنسی و جذباتی
طور پر ہراساں کرنے
کو تشدّد کہتے ہیں

تشدّد کے اثرات

اُلجھن کا شکار

توجہ کی کمی

غصّہ

منشیات کا استعمال

تشدّد کی اقسام

جسمانی تشدّد

زبانی تشدّد

بچوں کو نظر انداز کرنا

جنسی تشدّد

دیگر اثرات

- احساس کمتری
- ڈر خوف
- بے بسی کا احساس
- پشیمانی
- اپنے جسم سے نفرت کا احساس
- زندگی میں قابلِ بھروسہ رشتوں کی کمی
- عمر کے لحاظ سے نامناسب جنسی رویے
- شک و شبہات کی زیادتی
- تفریحی و تعلیمی سرگرمیوں میں کمی
- لوگوں سے میل جول میں کمی

ساحل
بچوں پر تشدد کے خلاف
ہر بچہ محفوظ

ساحل فری رابطہ نمبر: 0800-13518

میگزین اپریل۔جون ۲۰۱۶

ساحل

بچوں پر جنسی تشدد کے خلاف

مدیر اعلیٰ
منیزے بانو

مدیر
ممتاز حسین گوہر
وقاص حمید
سہیل احمد

سرورق
شفق ناز

اس شمارے میں

اداریہ	02
بچوں کے حقوق اور ترجیحات	03
ڈائریکٹر جنرل انسانی حقوق محمّد حسن منگی کا انٹرویو	05
کم عمری کی شادی۔۔۔جان کا خطرہ	07
ایک مقصد کا حصول	08
ساحل ظالم اعداد2015ء کی جھلکیاں	10
قانون فوجداری (ثانوی ترمیمی) ایکٹ2016	12
ساحل کیس اسٹڈیز	14
قصور کی کہانی	15
منی اور مفت کی سواری	17
ساحل جیت ہیلنگ سینٹر سے پوچھے گئے عمومی سوالات	18
پاکستانی بچے۔۔۔معصوم متاثرین	20
ہمارے ابھرتے ستارے	21
ساحل کی سرگرمیاں	22

اپنی آراء اور مشورے کے لئے لکھیں
ایڈیٹر: ساحل، پوسٹ آفس بکس نمبر235،
اسلام آباد۔پاکستان
: mag@sahil.org
: http//www.sahil.org
: http//www.facebook.com/sahil.ngo
: http//www.twitter.com/SAHIL_NGO

ٹول فری سروس

0800-13518

ساحل ہیڈ آفس
نمبر 13، فرسٹ فلور البابر سینٹر،
F-8 مرکز، اسلام آباد
فون نمبر: +92-51-2260636
Email: Info@sahil.org

ساحل ریجنل آفس، ایبٹ آباد
مخدوم کالونی، ناری روڈ منڈیاں
پرانا ایوب میڈیکل کالج
فون نمبر: +92-992-388380
Email: uc_atd@sahil.org

ساحل ریجنل آفس، سکھر
مکان نمبر62-B، گلی نمبر2
سندھی مسلم ہاؤسنگ سوسائٹی، ائیر پورٹ روڈ، سکھر
فون: +92-71-5633615
Email: uc_suk@sahil.org

ساحل ریجنل آفس، لاہور
مکان نمبر C-686، فیصل ٹاؤن، لاہور
فون: +92-42-5165357
Email: uc_lhr@sahil.org

ساحل ریجنل آفس، جعفر آباد
کھوسہ محلّہ، نزد سول ہسپتال، ڈیرہ اللہ یار، جعفر آباد
فون: +92-828-510912
Email: uc_ jfd@sahil.org

Printed by: Graphics Link, Ph: 2806168

اداریہ

ایک اندازے کے مطابق پاکستان میں تقریبا ساٹھ لاکھ بچے گھریلو تشدد کا شکار ہیں۔اس تشدد کی وجہ سے بچوں کی ذاتی اور سماجی نشوونما بری طرح متاثر ہوتی ہے۔ بنیادی انسانی حقوق کے نقطہ نظر سے بچوں کو تحفظ ملنا ان کا بنیادی حق ہے۔

قصور میں بچوں کے ساتھ پیش آنے والے دلخراش واقعے نے پورے ملک میں بچوں کے تحفظ کے نظام کو بے نقاب کیا ہے۔بچوں کے حفاظتی نظام کو بہتر بنانے کی طرف سب سے اہم پیش رفت قانون فوجداری (ثانوی ترمیمی) ایکٹ 2016 ہے جس میں پاکستان پینل کوڈ کی شق 82 اور 83 میں ترمیم کرتے ہوئے بچوں کو جرم وارٹھرانے کی عمر سات سال سے بڑھا کر دس سال کر دی گئی ہے۔اس بل میں بچوں کو جنسی طور پر واضح مواد دکھانا، بچوں سے فحش نگاری، بچوں کے ساتھ ظلم، پاکستان کے اندر انسانی سمگلنگ اور جنسی بدسلوکی کو جرم قرار دینے کی دفعات یعنی 292A, 292B, 292C, 328A, 369A, 377A اور 377B کے اندراج کی تجویز دی گئی ہے جس میں بچوں کے جنسی تشدد کو ظاہر کرنے، جنسی ویڈیو بنانے، بچوں پر ظلم اور بچوں کی سمگلنگ کو جرم قرار دیا گیا ہے۔اس کے علاوہ اہم ترامیم پاکستان پینل کوڈ کے دوسرے سیکشن میں تجویز کیلئے دی گئی ہیں۔ضابطہ فوجداری (Cr. PC) کے شیڈول 2 میں بھی ضروری ترامیم تجویز کی گئی تھیں۔

ساحل کو ایک اہم ادارے کے طور پر عالمی اور قومی سطح پر تسلیم کیا جاتا ہے جو پاکستان میں بچوں کی حفاظت اور بلخصوص جنسی تشدد اور استحصال کے خلاف کام کر رہی ہے۔ساحل کا مقصد بچوں کو ہر طرح کے تشدد سے پاک محفوظ ماحول مہیا کرنا ہے۔اس کے ساتھ ساتھ بچوں سے جنسی تشدد جیسے مسائل پر خاموشی کو توڑنا، تشدد کو سمجھتے ہوئے اس کے تحفظ کے لیے اقدامات اٹھانا، گھریلو تشدد اور بچوں، عورتوں، اور خاندان پر اس کے پڑنے والے تباہ کن اثرات کو سمجھنا بھی شامل ہیں۔

اس رسالے میں آپ کو بچوں کے حقوق سے متعلقہ مضامین پڑھنے کو ملیں گے مزید ڈائریکٹر جنرل انسانی حقوق محمد حسن منگی کا انٹرویو، قصور کے واقعے کے بارے میں معلومات، بچوں کے حقوق اور ترجیحات، ساحل ظالم اعداد 2015، کیس اسٹڈیز اور کئی دیگر مفید معلومات شامل ہیں۔

اچھے مطالعے سے لطف اندوز ہوں اور اپنی رائے سے آگاہ کریں۔

بچوں کے حقوق اور ترجیحات

ارشد محمود
انسانی حقوق کے کارکن و ماہر ترقی

مجھے پاکستان کی قومی اسمبلی میں 2012ء کو ہونے والی ایک بحث کے متعلق میڈیا رپورٹس اب بھی یاد ہیں جب اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد صوبائی اسمبلیوں کو اختیارات تفویض کیے جانے کے باوجود بھی صوبائی اسمبلیاں بچوں کے حقوق سے متعلق قانون سازی کرنے میں مکمل ناکام رہی ہیں۔اس صورتحال کو دیکھ کر ایک کمیٹی تشکیل دے دی گئی جو اس پر غور کر کے سفارشات مرتب کر لے۔قومی اسمبلی کے ممبران جو صوبائی اسمبلیوں پر قانون سازی نہ ہونے کو ناکامی قرار دے رہے تھے وہ خود ایسے قوانین جو ان کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں پر قانون سازی میں تا حال ناکام رہے جس میں وفاقی دارلحکومت، وفاق کے زیر انتظام قبائلی علاقہ جات اور قومی اسمبلی میں مختلف مراحل میں زیر التوا بل شامل ہیں۔

یہ بات خوش آئند ہے کہ پاکستان کی سول سوسائٹی بشمول چائلڈ رائٹس موومنٹ اور اس کے ذیلی ممبر اداروں نے بچوں کے حقوق پر قانون سازی کے حوالے سے حکومت پر دباؤ برقرار رکھا۔ان کی مستقل کوششوں اور خاص کر قصور کے ہولناک جنسی تشدد کے واقعے کے بعد قانون فوجداری (ثانوی ترمیمی) ایکٹ 2016ء جو کئی سالوں سے زیر التوا تھا کو قانونی شکل دے دی گئی اس نئے قانون میں مجرمانہ ذمہ داری کی کم سے کم عمر میں اضافہ، بدسلوکی سے تحفظ، بچوں کو واضح طور پر جنسی مواد دکھانا فحش نگاری اور انسانی سمگلنگ کا احاطہ کیا گیا ہے۔اس قانون کے ابتدائیے میں یہ بات واضح طور پر لکھی گئی ہے کہ "اس ایکٹ میں بچوں کے تحفظ کے حوالے سے درج تمام شقیں بچوں کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرینگی"۔

اس میں مزید وضاحت کے لیے یہ ایکٹ پاکستان پینل کوڈ (PPC)(XLV Act 1860). میں ہونے والی تبدیلوں کا جائزہ لے گا۔اس قانون میں پاکستان پینل کوڈ کی دفعہ 82 کے تحت بچوں پر مجرمانہ ذمہ داری عائد کرنے کی عمر کی حد سات سال سے بڑھا کر دس سال کر دی گئی۔دفعہ 82 واضح کرتی ہے کہ سات سال سے کم عمر بچے سے سرزد ہونے والا کوئی بھی عمل جرم تصور نہیں ہوگا۔نئے قانون میں لفظ سات کو تبدیل کر کے دس کر دیا گیا ہے۔سادہ لفظوں میں اس کا مطلب یہ ہے کہ دس سال سے کم عمر کسی بھی بچے سے کیا گیا کوئی بھی عمل جرم نہیں کہلائے گا۔

اسی طرح پی پی سی کی دفعہ 83 میں یہ درج ہے کہ سات سال سے اوپر اور بارہ سال سے نیچے کسی بھی بچے کا کوئی بھی عمل جرم تصور نہیں ہوگا کیونکہ اس نے ابھی اس موقع پر اپنے عمل کی نوعیت اور نتائج سمجھنے کے لیے کافی بلوغت حاصل نہیں کی ہے۔پی پی سی کی دفعہ 83 کے تحت لفظ 'سات' کو تبدیل کر کے 'دس' اور لفظ 'بارہ' کو تبدیل کر کے 'چودہ' لکھا گیا ہے۔دفعہ 83 تھوڑا سا مختلف ہے جس میں بچے کو ذہنی پختگی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ایسا عمل جو دس سے چودہ سال کے درمیانی عمر کا بچہ یا بچی انجام دیتی ہے جو بلوغت اور اپنے عمل کی نوعیت اور نتائج کو سمجھنے کے قابل نہیں ہوں ایسے معاملات کو حل کرنے اور ذہنی پختگی کو معلوم کرنے کے لیے عدالت کو صوابدیدی اختیارات بھی تفویض کیے گئے ہیں۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ پولیس دس سال سے کم عمر بچوں کو نہ تو گرفتار کر سکتی ہے اور نہ ہی ان کے خلاف ایف آئی آر درج کر سکتی ہے تاہم دس سے چودہ سال کی عمر کے بچوں

کے معاملے میں پولیس ایف آئی آر درج کرنے کے بعد بچے کو گرفتار کرسکتی ہے اور اسے چوبیس گھنٹوں کے اندر اندر عدالت میں پیش کیا جائے گا۔ یہ عدالت کے صوابدیدی اختیار میں ہوگا کہ وہ بچے کو دفعہ 83 کے تحت رہا کرے یا نہیں۔ عدالت اس کیس کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک سے زیادہ بار بھی سماعت کرسکتی ہے۔ مجموعی طور پر اس تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ جرم قبول کرنے کی کم سے کم عمر دس سال اور بالائی عمر چودہ سال ہوگی۔

اسی طرح بچوں کو پردہ دری کی ترغیب دینے اور فحش نگاری سے محفوظ رکھنے کے لیے قانون میں سیکشن 292A، 292B اور 292C کا اضافہ کیا گیا ہے۔ اس سیکشن میں بتایا گیا ہے کہ کوئی بھی فرد جو کسی بچے کو کسی بھی ذریعے سے کسی بھی طرح کسی جنسی عمل میں ملوث کرنے کی نیت سے ترغیب دیتا ہے یا اسے فحش اور جنسی لحاظ سے نمایاں مواد، دستاویز، کوئی فلم، ویڈیو یا کمپیوٹر سے تیار کردہ کوئی خاکہ دکھاتا ہے یا مذکورہ بالا عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ کسی بھی ایسی واضح کردہ قید کے ساتھ سزا کا مستحق ہوگا جس کی مدت ایک سال سے کم نہ ہوگی اور اسے سات سال تک بڑھایا جاسکے گا یا جرمانہ عائد کیا جائے گا جو کہ ایک لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا اور اسے پانچ لاکھ روپے تک بڑھایا جاسکے گا یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

سیکشن 292B میں بچوں سے فحش نگاری کو جرم قرار دیا گیا ہے جبکہ سیکشن 292C میں کوئی بھی فرد جو بچوں کی فحش نگاری کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے وہ کسی بھی ایسی وضع کردہ قید کے ساتھ سزا کا مستحق ہوگا جس کی مدت دو سال سے کم نہ ہوگی اور اسے سات سال تک بڑھایا جاسکے گا یا جرمانہ عائد کیا جائے گا جو کہ دو لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا اور اسے سات لاکھ روپے تک بڑھایا جاسکے گا، یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

بچے کے ساتھ ظلم کے حوالے سے ایک نیا سیکشن 328A کا اضافہ کیا گیا جس میں کہا گیا ہے کہ کوئی بھی فرد جو جان بوجھ کر بچوں کو زدوکوب کرتا ہے، ان کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، ان سے غفلت برتتا ہے، ان سے کنارہ کشی کرلیتا ہے یا بھول چوک یا جان بوجھ کر کوئی ایسا عمل انجام دیتا ہے جس کے نتیجے میں بچے کو جسمانی یا نفسیاتی تکلیف پہنچتی ہے یا پہنچنے کا احتمال ہے تو اسے کسی بھی ایسی واضح کردہ قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت ایک سال سے کم نہ ہوگی اور اسے تین سال تک بڑھایا جاسکے گا یا جرمانہ عائد کیا جائے گا جو کہ پچیس ہزار روپے سے کم نہ ہوگا اور اسے پچاس ہزار روپے تک بڑھایا جاسکے گا، یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

بچوں سمیت انسانوں کی اندرون ملک سمگلنگ جو ایک پرانا اور پیچیدہ مسئلہ ہے اس مسئلے کے روک تھام کے لیے بھی پی پی سی میں دفعہ 369A کا اضافہ کیا گیا اس سیکشن کے تحت کوئی بھی فرد جو اپنے آپ کو انسانی سمگلنگ میں ملوث کرے گا اسے قید کے ساتھ سزا دی جائے گی جس کی مدت پانچ سال سے کم نہ ہوگی اور اسے سات سال تک بڑھایا جاسکے گا یا جرمانہ عائد کیا جائے گا جو کہ پانچ لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا اور اسے سات لاکھ روپے تک بڑھایا جاسکے گا یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

بچوں کو جنسی تشدد سے بچانے کے لیے ایک اور سیکشن 377A متعارف کرایا گیا ہے جس کے مطابق کوئی بھی فرد جو جنسی بدسلوکی کے جرم کا ارتکاب کرے گا تو اسے کسی بھی ایسی وضع کردہ ایک ایسی مدت کے لئے قید کی سزا دی جائے گی جسے سات سال تک بڑھایا جاسکے گا اور جرمانہ جو پانچ لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے جاری جدوجہد اس کامیابی کے ساتھ ختم نہیں ہوئی اس قانون سازی میں اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں اس پہلی کامیابی کے بعد تمام متعلقہ اداروں کو ایک نئے سفر کا آغاز کرنا ہوگا جہاں اس قانون پر اس کی اصل روح کے مطابق عمل درآمد ممکن ہوسکے۔ یہ ہم سب جانتے ہیں مختلف قوانین کے حوالے سے پاکستان کا امیج بہتر نہیں رہا ہے قانون فوجداری (ثانوی ترمیمی) ایکٹ 2016ء کے حوالے سے بڑے پیمانے پر اداروں بشمول پولیس، عدلیہ، وکلاء، عوام، میڈیا اور سول سوسائٹی میں شعور و آگہی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

نوعمروں کے لیے انصاف کا قانون 2000ء پر کام کرتے ہوئے بچوں کی عمر کا تعین کرنے کا مسئلہ سامنے آیا تو ہم نے یہ سفارش پیش کی کہ قانون فوجداری (ثانوی ترمیمی) ایکٹ 2016ء کے سیکشن 82 اور 83 کی طرح نوعمروں کے لیے انصاف کا قانون 2000ء میں بھی عمر کا تعین کیا جائے۔

ڈائریکٹر جنرل انسانی حقوق محمّد حسن منگی کا ساحل میگزین کے لئے انٹرویو

انٹرویو: ممتاز گوہر۔وقاص حمید
پروگرام آفیسرز میڈیا، ساحل

(محمّد حسن منگی وزارت قانون، انصاف اور انسانی حقوق میں بطور ڈائریکٹر جنرل خدمات انجام دے رہے ہیں۔ پاکستان میں انسانی حقوق کے ساتھ ساتھ بچوں کے حقوق اور تحفظ کے حوالے سے بھی ان کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ گزشتہ دنوں ان سے ایک نشست کا اہتمام کیا گیا جس میں ان کے ساتھ ہونے والی گفتگو کی روداد پیش خدمت ہے۔)

محمّد حسن منگی نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ جب سے کائنات کا وجود عمل میں آیا ہے نیکی اور بدی اسی وقت سے ہمارے معاشرے کا حصہ رہے ہیں۔ کچھ ایسے کردار اور عناصر ہمارے آس پاس ہوتے ہیں جو ایک پرامن، خوشگوار اور محفوظ ماحول کے قیام میں رکاوٹ بنتے رہتے ہیں۔ ایسے عناصر جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے بھی غیر قانونی اور ناجائز ذرائع کا استعمال کرتے ہیں جس سے معاشرے میں مزید بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ یہ امر انتہائی تشویشناک ہے کہ ایسے لوگوں سے ہمارے پھول جیسے معصوم بچے بھی محفوظ نہیں اور ایسے واقعات میں اضافہ تشویشناک بھی ہے۔ جنسی تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات کے تدارک کے لیے نہ صرف حکومت اور قانون بلکہ معاشرے کے ہر فرد کو ہوشیار اور چوکنا رہنے کی ضرورت ہے۔ جنسی تشدد صرف ہمارے معاشرے اور سوسائٹی کا ہی مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک عالمی مسئلہ ہے ایسے مسائل کے تدارک اور ان میں کمی لانے کے لیے معاشرے کی تمام اکائیوں کو مل کر جدوجہد کرنا ہوگی۔ جنسی تشدد اصل میں شیطانی رویہ ہے ایسے رویوں سے کوئی بھی معاشرہ مبرا نہیں ہے یہ نفس کا معاملہ ہے اور یہ بعض اوقات انتہائی نقصان دہ بھی ثابت ہوسکتا ہے۔

بچوں کے تحفظ کے حوالے سے حسن منگی کا کہنا تھا کہ جس طرح زلزلے اور دیگر آفات کے دوران چائلڈ پروٹیکشن کمیٹیاں بنائی جاتی ہیں بالکل اسی طرح معاشرے میں بچوں کے تحفظ کے لیے ایک جامع نظام موجود ہونا چاہئے جب بھی تشدد کا کوئی واقعہ سامنے آئے تو کمیٹیاں اتنی بااختیار اور انصاف کا نظام بچوں کے حوالے سے اس حد تک دوستانہ ہو کہ ایسے واقعات کو نتیجہ تک پہنچایا جاسکے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ ہم نے قوانین تو بنا دیئے ہیں لیکن ان پر عمل درآمد کے لیے خاطر خواہ اقدامات نہیں اٹھائے جاسکے۔

قصور میں بچوں کے ساتھ پیش آنے والے جنسی تشدد کے واقعے کے حوالے سے ڈائریکٹر جنرل انسانی حقوق نے کہا کہ یہ واقعہ ہر حوالے سے افسوس ناک ہے اور ہم سب نے اس واقعے کی بھرپور مذمت کی ہے۔ اس واقعے کے بعد ملزمان پکڑے بھی گئے کچھ مقدمات کے فیصلے بھی آگئے ہیں اور اگر اس سے پہلے لاہور کے جاوید اقبال کیس (جس نے سو کے قریب بچوں کو تشدد کے بعد قتل کر دیا تھا) کو دیکھیں تو یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ اکثر اوقات ہم خود محتاط رویہ اختیار نہیں کرتے، سوسائٹی اور فیملی جس کا ایسے مسائل کو روکنے میں سب سے بنیادی اور اہم کردار ہوتا ہے وہ خود لاپرواہی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ جب بحیثیت انسان ہم بچوں کو جنم دینا جانتے ہیں تو ان کی تربیت اور تحفظ کے طریقوں کو بھی سمجھنا چاہیے۔ بچے گم ہوجاتے ہیں تو رپورٹ تک درج نہیں کرواتے۔ لاہور کے اسی کیس میں تشدد کے بعد بڑی تعداد میں بچوں کو قتل کیا گیا تھا۔ حیران کن بات یہ تھی کہ بچوں کے گھروں سے گم جانے، تشدد کے بعد قتل ہونے اور ان واقعات کے منظر عام میں آنے تک بہت سارے والدین نے مقدمات تک درج نہیں کرائے تھے۔

ایک سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ یہی تو رونا ہے کہ ہم خود ٹھیک نہیں ہیں صرف حکمرانوں کو ملامت کرنے سے کیا حاصل ہوگا۔ ہم شارٹ کٹس چاہتے ہیں۔ ایسے واقعات جیسے ہی رونما ہوں سامنے لانے چاہیے اور مل کر ایسے واقعات کے تدارک کے لیے کام کرنا چاہیے۔ جنسی تشدد کے واقعات جو منظر عام پر آتے ہیں اور جو سامنے نہیں

آتے ان میں واضح فرق ہوسکتا ہے۔

کچھ عرصہ پہلے پاس ہونے والے قانون فوجداری قوانین (ترمیمی) کے حوالے سے پوچھے گئے سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ اس اہم نکتہ کو واضح کرنا ضروری ہے کہ فوجداری قوانین (ترمیمی) بل کو اچانک یا قصور کے واقعے کے ساتھ نہیں جوڑنا چاہیے بلکہ اس کے لیے ہم پچھلے سات سالوں سے کام کررہے تھے تب جاکے یہ بل اب قانون کی شکل میں ہمارے سامنے آیا ہے اس قانون سازی کیلئے وزیر قانون زاہد حامد کا اہم کردار رہا ہے۔

اسی حوالے سے ان کا مزید کہنا تھا کہ فوجداری قوانین (ترمیمی) بل کے شروع میں ہم نے سزائے موت بھی مختص کی تھی لیکن یہ بل جب مختلف مراحل سے گزرا تو اس کی سزا سات سال تک مقرر کی گئی ہم ایک طرف سزائے موت کی مخالفت کرتے ہیں اور ایک طرف اس پر عملدرآمد بھی چاہتے ہیں یہ دوہرا رویہ ختم ہونا چاہئے۔

محمّد حسن منگی نے کہا کہ جنسی تشدد جیسے واقعات میں سزاؤں کی شرح کم ہونے کی ایک اہم وجہ یہ بھی ہیں کہ ایسے واقعات میں عدالت سے باہر ہی معاملات نمٹانے کی کوششیں کی جاتی ہیں اور جو مقدمات عدالتوں میں زیرالتوا ہوتے ہیں ان کا فیصلہ سامنے آنے سے پہلے ہی فریقین میں صلح ہو جاتی ہے۔ اگر قصور کے واقعے کے بعد اس کے فیصلے اور بعد کی کاروائی سے وہاں کے متاثرین خوش نہیں ہیں تو ان کے پاس یہ آپشن موجود ہے کہ متاثرین مل کر ایک قرارداد کمیشن آن ہیومن رائٹس کو پیش کریں۔

ڈائریکٹر جنرل انسانی حقوق محمّد حسن منگی نے مزید کہا کہ جنسی تشدد جیسے واقعات پر بات کرنے کو معیوب نہیں سمجھنا چاہیے۔ ہم متعین کردہ حدود اور قیود کے اندر بیٹھتے ہوئے اس پہ بات کر سکتے ہیں ہمیں غور کرنا چاہیے کہ ہمارے رب نے قران پاک میں بھی بدفعلی کا ذکر کیا ہے۔ انسانی معاشرے میں شر اور شیطانیت کے خلاف یہ جنگ جاری رہے گی۔ معاشرے میں خوفِ خدا کا عنصر جتنا کم ہوگا اسی حساب سے اس طرح کی برائیوں میں بھی اضافہ ہوتا رہے گا۔

معاشرے میں جنسی تشدد جیسے واقعات میں کمی لانے اور شعور و آگہی پھیلانے کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں ان کا کہنا تھا کہ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بہت سارے والدین بچوں کی پرورش و تربیت کے بنیادی و ابتدائی طریقوں سے بھی آگاہ نہیں ہوتے ہیں۔ کوشش کرنی چاہئے کہ بچوں کو فیصلہ سازی سمیت دیگر معاملات میں بااختیار بنایا جائے اور انھیں اس قابل بنایا کہ وہ خود اپنا تحفظ کرسکیں والدین کیلئے بچوں کی پرورش، دیکھ بھال اور ان کی تحفظ کے حوالے سے پروگرامز بہت کم ہو رہے ہیں ان میں اضافہ ہونا چاہئے۔ قانون کی عملداری اور سزائیں دے کر ایسے واقعات میں کمی لائی جاسکتی ہے۔ شعور و آگاہی کے پروگرامز کا انعقاد، کمیونٹی مانیٹرنگ کا نظام اور علمائے کرام کو اس میں شامل کرکے مزید بہتری لائی جا سکتی ہے اس کے علاوہ کورٹ میں پراسیکیوشن کا نظام مضبوط ہونا بہت ضروری ہے۔ عدالتی اور ثبوتوں کے سسٹم میں مزید بہتری لانی چاہیے۔ لوگوں کو گواہی دینے کے لیے سامنا آنا ہوگا اور جو گواہی دیں انھیں مکمل تحفظ ملنی چاہیے۔

بچوں کی بہتر تربیت کے حوالے سے پیغام دیتے ہوئے ڈی جی انسانی حقوق، قانون و انصاف نے کہا کہ اللہ تعالی نے انسان کو دنیا میں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور بچے ایک حساب سے اللہ کی آمانت ہیں یہ والدین اور معاشرے کے تمام افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ بچوں کے تحفظ، ان کیلئے ایک پرامن اور دوستانہ ماحول کی فراہمی کے لیے کردار ادا کریں یہ ان کے ہاتھ میں ہے کہ وہ کس طرح بچوں کی تربیت کرتے ہیں اور کیسے وہ بچوں کو سوسائٹی کا ایک مفید اور کارآمد شہری بناتے ہیں۔

کم عمری کی شادی۔۔۔جان کا خطرہ

آپ کو غفور احمد ولد جمال احمد کے نکاح میں دیا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہے؟

نکاح کا عمل شروع کرتے ہیں۔

دونوں کے شناختی کارڈ دے دیں۔

یہ لیں مولوی صاحب۔

اور بیٹی کا شناختی کارڈ؟

ابھی بنا نہیں ہے مولوی صاحب۔

بچی ابھی بارہ سال کی ہے۔

ملک صاحب! پھر تو میں یہ نکاح نہیں پڑھا سکتا کیونکہ شناختی کارڈ کا ہونا قانونی طور پر لازمی ہے۔

کیا مطلب مولوی صاحب!

پہلے تو کبھی کسی نے نکاح کے لیے یہ شرط نہیں بتائی۔

جمال صاحب ایسا کرنے سے نہ صرف آپ بلکہ میں بھی جیل جا سکتا ہوں۔ ہمیں دو سے تین سال قید با مشقت اور جرمانہ بھی ہو سکتا ہے۔

بڑا نقصان یہ ہے کہ کم عمری میں شادی کرنے سے بچے کی پیدائش کے وقت لڑکی اور بچہ فوت بھی ہو سکتے ہیں۔

شکر ہے ہمیں وقت پر پتا چل گیا۔

ایک مقصد کا حصول

عتیق الرحمان
سینئر پروگرام آفیسر ٹریننگ، ساحل

پاکستان آبادی کے لحاظ سے دنیا کا چھٹا بڑا ملک ہے ایک اندازے کے مطابق پاکستان کی آبادی کا 63 فیصد حصہ 25 سال سے کم عمر افراد پر مشتمل ہے۔ترقیاتی تجزیہ نگاروں کے مطابق یہ ایک خوش آئند اور مثبت بات ہے کہ پاکستان کی زیادہ آبادی نوجوانوں پر مشتمل ہے۔

لیکن المیہ یہ ہے کہ پاکستان میں بچوں کو کمزور معیشت پر بوجھ تصور کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بچوں کو بہت سارے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے جیسے کہ حصول تعلیم، جنسی استحصال، بیماریاں اور نظر انداز کرنا خاص طور پر نمایاں ہیں۔

انہی مسائل کی وجہ سے ہر سال لاکھوں بچے اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں حکومت پاکستان اب تک ان مسائل پر قابو پانے پر نا کام رہی ہے پاکستان وہ پہلا اسلامی ملک تھا جس نے 1989ء میں بچوں کے عالمی حقوق کے معاہدہ پر دستخط کیے اور اس بات کو یقینی بنانے کی یاد دہانی کروائی کہ وہ بچوں کی بقا، تحفظ، ترقی اور شرکت کا حق دینے کیلئے کام کرے گا مگر 36 سال گزرنے کے باوجود یہ مسائل جوں کے توں ہیں۔

اگرچہ پاکستان میں اس خلاء کو پر کرنے کیلئے بہت سارے غیر سرکاری ادارے اور تنظیمیں کام کر رہی ہیں جن میں سے زیادہ تر تنظیمیں عام مسائل جیسے بچوں کی تعلیم اور صحت وغیرہ پر کام کرتی ہیں جب کہ بچوں کے پیچیدہ مسائل جنسی تشدد وغیرہ پر کام کرنے والی تنظیموں اور اداروں کی تعداد بہت کم ہے۔ان تنظیموں میں ایک نام ساحل کا بھی ہے جو بچوں کے حقوق اور خاص طور پر بچوں پر ہونے والے جنسی تشدد کے خلاف کام کرتی ہے۔ساحل نے اپنے مقاصد کے حصول کیلئے اپنے کام کا آغاز پرائمری سکول کے اساتذہ کی تربیت سے شروع کیا کیونکہ اساتذہ واحد ذریعہ ہیں جن کی مدد سے ہم زیادہ سے زیادہ بچوں تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں ساحل نے اس مشن کے تحت بیس ہزار (20000) سے زیادہ اساتذہ کو تربیت فراہم کی۔

2004ء میں ساحل کے ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ نے اساتذہ کی تربیت کیلئے مری میں ایک پروگرام کا انعقاد کیا یہ اس وقت کی بات ہے جب کوئی بھی بچوں پر ہونے والے جنسی تشدد کے بارے میں بات کرنے سے گریز کرتا تھا مگر اس ٹریننگ میں شامل مس کیھترین سردار نے اس بات کا عہد کیا کہ یہ ہمارا مسئلہ ہے ہم اسے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں لیکن میں ایسا نہیں کروں گی اور جہاں تک ممکن ہو میں اس پر بات کروں گی۔

مس کیھترین سردار نے ساحل کا حفاظتی پیغام ''میری حفاظت'' کتاب کی شکل میں 450 بچوں تک پہنچایا اور جنسی تشدد کے خلاف شعور آگہی پیدا کرنے کے لیے کوششیں جاری رکھی اور جب ان کا تبادلہ جوزف آباد سکول فیصل آباد میں ہوا آپ نے اساتذہ اور والدین کے ساتھ پتلی تماشہ کے ذریعے تحفظ کے پیغامات پہنچانے کیلئے ساحل کے ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ سے دوبارہ رابطہ کیا، اس تربیتی پروگرام سے 651 اساتذہ، والدین اور بچوں نے استفادہ حاصل کیا۔

سال 2015ء میں مس کیھترین نے پریزنٹیشن کنونٹ سکول پشاور میں ساحل کے پروگرام کے بارے میں بتایا اور درخواست کی کہ بچوں کے تحفظ کے حوالے سے ساحل سیشن کا اہتمام کرے۔ان کے کہنے پر پشاور سکول کی انتظامیہ نے 2 روزہ تربیت کا انعقاد کیا جس میں 48 اساتذہ اور 841 بچوں نے حصہ لیا۔

سال 2016ء میں جب آپ کو "پریزنٹیشن کنونٹ سکول رسالپور" میں پرنسپل تعینات کیا گیا تو آپ نے دوبارہ ساحل کی ٹیم سے رابطہ کیا اور بچوں کی حفاظت کا پیغام بچوں تک پہنچانے کے عزم کا اعادہ کیا۔اس طرح مس کیھترین سردار کی کوششوں سے تقریباً 2000 لوگوں تک ساحل کے بچوں کے تحفظ کا پیغام پہنچایا گیا وہ ساحل کا بچوں کی حفاظت کا پیغام تمام ''پریزنٹیشن کنونٹ سکولوں'' میں پھیلانے میں بہت پرجوش ہیں۔

ٹریننگ کے اختتام پر انہوں نے تربیت کاروں سے درخواست کی کہ وہ موم بتی جلائیں اور اس کے شعلے کو تمام شرکاء سے شیئر کریں جو کہ اس وعدہ کی علامت ہے کہ وہ ساحل کا

پیغام آگے لوگوں تک پہنچائیں گی۔ٹرینرز نے ان کے جذبات کی عکاسی اس شعر سے کی:

شکوہ ظلمت شب سے تو کہیں بہتر تھا　　اپنے حصے کی شمع جلاتے جاتے

اس جدوجہد سے یہ بھی ظاہر ہوتا کہ اگر آپ مخلص ہیں تو آپ سب کچھ کر سکتے ہیں۔یہ ایک فرد کی جستجو کی کہانی ہے اس کے علاوہ بے شمار لوگ ہیں ساحل ظالم اعداد کے مطابق سال 2016ء میں بچوں سے جنسی زیادتی کے 3768 واقعات رپورٹ ہوئے ہیں اس حساب سے روزانہ دس بچے تشدد کا شکار ہوتے ہیں جو کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ہمیں اس مسئلے پر اپنی خاموشی کو توڑنا ہوگا اور ہر کسی کو مس کیھترین سردار کی طرح اس مسئلے کے خلاف اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

ساحل ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ پرائمری سکول کے اساتذہ، والدین اور کمیونٹی کو "میری حفاظت، ہنگامی حالات میں بچوں کے تحفظ، بچوں کے تحفظ کے نیٹ ورک کیلئے ٹیم بنانے، عورتوں اور بچوں پر تشدد کے خاتمے کیلئے مردوں کی شمولیت اور افلاطون، سماجی اور مالی بچت" پر تربیت فراہم کرتا ہے۔

فون نمبر:051-2856950

ای میل:teachertrainers@sahil.org

ساحل ظالم اعداد 2015 کے رپورٹ کی جھلکیاں

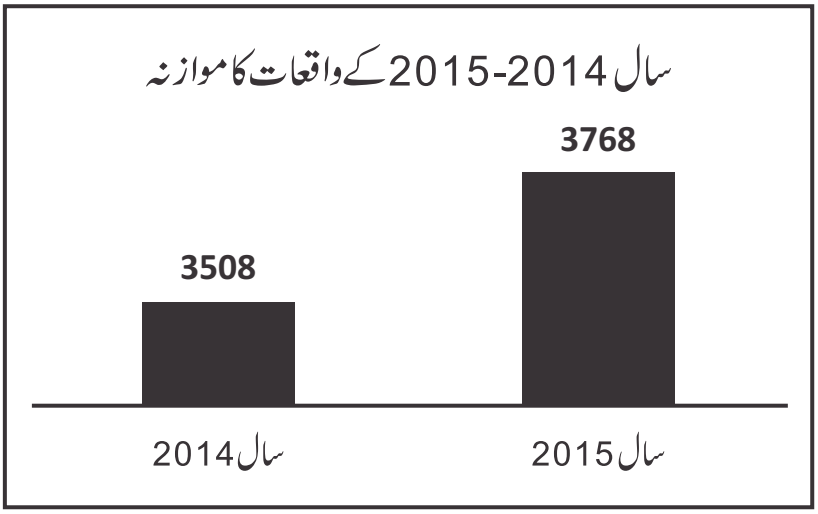

سال 2015ء کے دوران 84 قومی، علاقائی اور مقامی اخبارات سے اخذ کئے گئے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ گزشتہ سال جنوری تا دسمبر بچوں پر جنسی تشدد کے کل 3768 واقعات رپورٹ ہوئے جن میں سے 7 براہ راست ساحل کو رپورٹ ہوئے۔ جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روزانہ اوسطاً 10 بچوں کو تشدد کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ رپورٹ سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ 2014ء کی نسبت گزشتہ سال ان واقعات میں 7 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

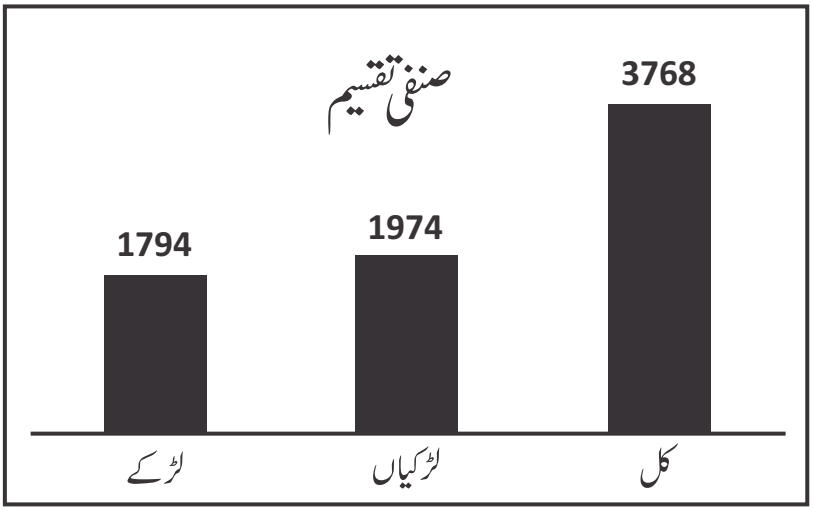

سال 2015ء میں بھی لڑکیوں پر تشدد کی شرح لڑکوں کی نسبت زیادہ رہی اس سال 1974 لڑکیاں اور 1794 لڑکے جنسی تشدد کا شکار بنے۔ مگر لڑکوں کے تعداد میں اس سال 2014 کی نسبت 31 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

عام طور پر جنسی تشدد کو بلوغت کے ساتھ جوڑا جاتا ہے جس میں مبینہ طور پر دونوں فریقوں کی باہمی رضامندی شامل ہوتی ہے جو کہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے۔ اس سوچ کے برعکس اس رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ 5 سال تک کے بچوں کو بھی جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

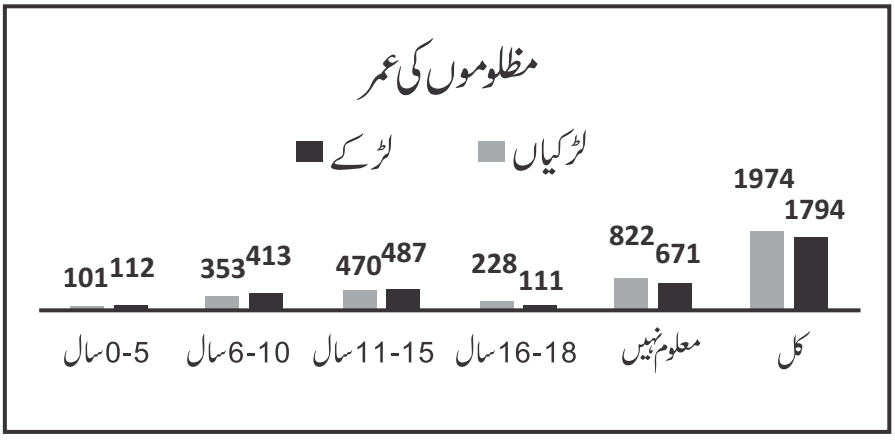

سال 2015 کی اس رپورٹ کے مطابق چھے سے دس، گیارہ سے پندرہ اور پانچ سال سے کم عمر کے لڑکے، لڑکیوں کی نسبت زیادہ جنسی زیادتی کا شکار ہوئے۔

سال2015میں بھی15-11 سال کے بچے زیادہ جنسی تشدد کا شکار ہوئے۔لڑکیوں پر تشدد کی شرح لڑکوں کی نسبت زیادہ رہی۔

ساحل2012 سے کم عمری کی شادیوں کو کم عمر بچیوں کے ساتھ جنسی جرائم کے طور پے ریکارڈ کر رہے ہیں، گزشتہ سال (2015) کم عمری کی شادی کے کل112 واقعات رپورٹ ہوئے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے2014 کی نسبت گزشتہ سال ان واقعات میں9 فیصد تک اضافہ ہوا ہے۔

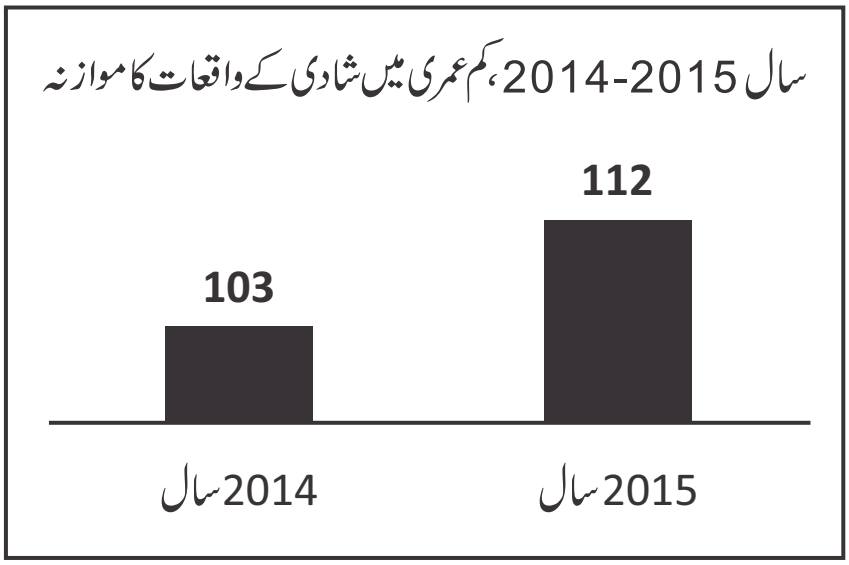

گزشتہ سال رپورٹ ہونے والے کم عمری کی شادیوں کے 112 واقعات میں104 لڑکیاں اور8 لڑکے شامل ہیں-

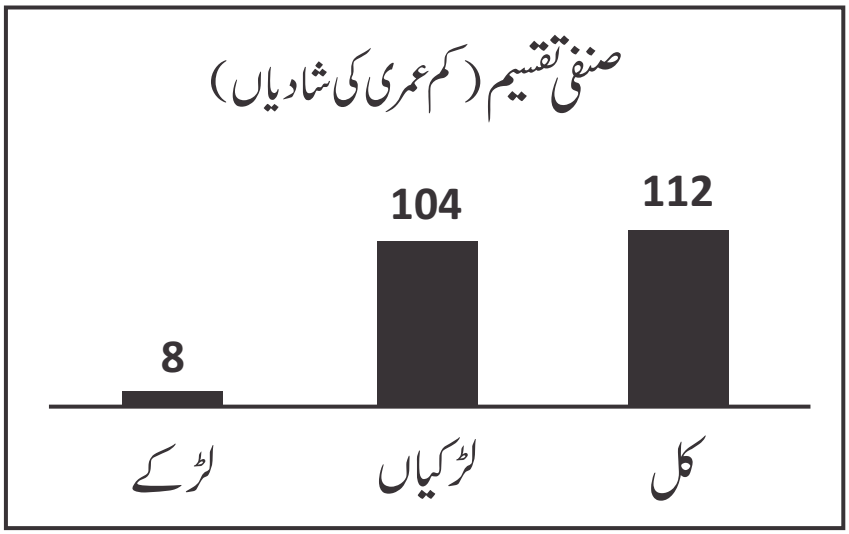

کل112 کم عمری کی شادیوں کے واقعات میں سے 36 فیصد واقعات 15-11 سال کے بچوں کے ساتھ پیش آئے اور اتنے ہی واقعات 10-6 سال عمر کے بچوں کے ساتھ بھی پیش آئے۔

قبائل یا خاندانوں میں پرانی دشمنی اور تنازعات کو حل کرنے کے لئے 5 سال تک کی بچیوں کی بھی شادیاں کی جاتی ہیں تاہم لڑکوں کی تعداد لڑکیوں کی نسبت کم ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لڑکیوں کی شادیاں بڑی عمر کے مردوں سے کرائی جاتی ہیں۔

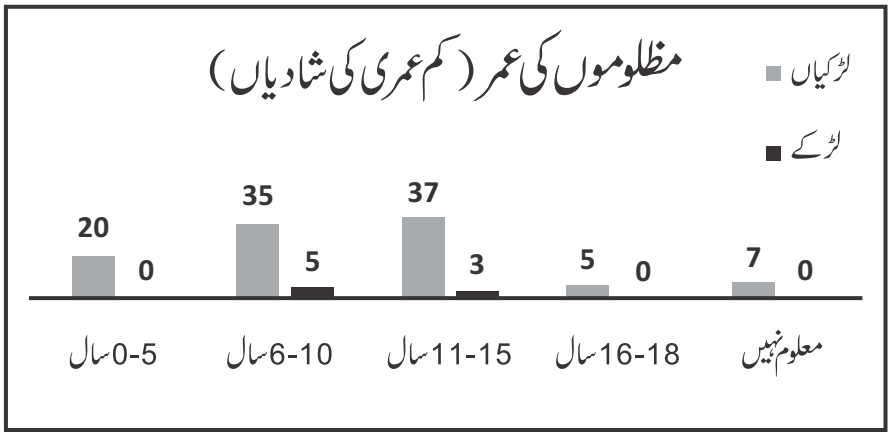

قانون فوجداری (ثانوی ترمیمی) ایکٹ، 2016

(نوٹ: پاکستان میں بچوں پر جنسی تشدد کے حوالے سے بننے والے ''قانون فوجداری (ثانوی ترمیمی) ایکٹ، 2016'' کو عوام میں شعور و آگہی پیدا کرنے اور اس جرم میں کمی لانے کی غرض سے شائع کیا جا رہا ہے)

مجلس شوریٰ (پارلیمان) کے ایکٹ کی صدر نے 18 مارچ، 2016 کو منظوری دے دی۔ اس ایکٹ کو قانون فوجداری (ثانوی ترمیمی) ایکٹ، 2016 کہا جائے گا اور یہ فوری طور پر نافذ العمل ہوگا۔

تعزیرات پاکستان، 1860 (ایکٹ XLV، 1860) میں، جس کا یہاں پر حوالہ تعزیری ضابطہ کے طور پر دیا گیا ہے، لفظ ''سات'' کو تبدیل کر کے لفظ ''دس'' کیا جائے گا۔ تعزیرات پاکستان، 1860 (ایکٹ XLV، 1860) کی دفعہ 83 میں، لفظ ''سات'' کو تبدیل کر کے لفظ ''دس'' کیا جائے گا اور لفظ ''بارہ'' کو تبدیل کر کے لفظ ''چودہ'' کیا جائے گا۔

ایکٹ XLV، 1860 میں دفعات 292A، 292B اور 292C کا اندراج۔ تعزیری ضابطے میں، دفعہ 292 کے بعد، درج ذیل نئی دفعات کا اندراج کیا جائے گا، جو یہ ہیں:-

292A. پردہ دری کی ترغیب۔ کوئی بھی فرد جو کسی بچے کو کسی بھی ذریعے سے کسی بھی طرح کسی جنسی عمل میں ملوث کرنے کی نیت سے ترغیب دیتا ہے یا اسے فحش اور جنسی لحاظ سے نمایاں مواد، دستاویز، کوئی فلم، ویڈیو یا کمپیوٹر سے تیار کردہ کوئی خاکہ دکھاتا ہے یا مذکورہ بالا عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، وہ کسی بھی ایسی واضح کردہ قید کے ساتھ سزا کا مستحق ہوگا جس کی مدت ایک سال سے کم نہ ہوگی اور اسے سات سال تک بڑھایا جا سکے گا یا جرمانہ عائد کیا جائے گا جو کہ ایک لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا اور اسے پانچ لاکھ روپے تک بڑھایا جا سکے گا، یا یہ دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

292B. بچوں کی فحش نگاری۔ (1) جو کوئی بھی بچے کی رضامندی کے ساتھ یا رضامندی کے بغیر یا اس کے والدین یا سرپرست کی رضامندی کے ساتھ یا رضامندی کے بغیر، کوئی ایسی فوٹو فلم، ویڈیو، تصویر یا پریزنٹیشن، پورٹریٹ، یا کمپیوٹر سے تیار کردہ خاکہ یا تصویر بناتا ہے، چاہے وہ الیکٹرانک، میکانیکل، یا کسی اور ذرائع سے بنائی گئی ہوں یا تیار کی گئی ہوں، جن میں فحش یا جنسی طور پر واضح طرز عمل دکھایا گیا ہو، جہاں۔-

(a) ایسے کسی بصری عکاسی کی تیاری میں کسی کم عمر لڑکے یا لڑکی کا کسی فحش یا جنسی طور پر واضح طرز عمل میں استعمال ملوث ہے؛

(b) ایسی کوئی بصری عکاسی کا کمپیوٹر خاکہ، یا کمپیوٹر سے تیار کردہ خاکہ ہے، یا فحش یا جنسی طور پر واضح طرز عمل میں مصروف کئے گئے کسی کم عمر بچے کی ہو بہو تصویر ہے؛ یا

(c) ایسی کوئی بصری عکاسی جو اس طرح تخلیق کی گئی ہو، اپنائی گئی ہو، یا اس میں ایسا کوئی ردوبدل کیا گیا ہو جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ کوئی قابل شناخت کم عمر بچہ کسی فحش یا جنسی طور پر واضح طرز عمل میں مصروف ہے؛ اسے بچوں کی فحش نگاری کے جرم کا ارتکاب کہا جائے گا۔

(2) کسی کمپیوٹر ڈسک یا کسی دیگر جدید پرزے پر جمع کردہ کسی بھی ڈیٹا کی تیاری، قبضہ یا تقسیم بھی اس دفعہ کے تحت ایک جرم ہوگی۔

292C. بچوں کی فحش نگاری کی لئے سزا۔ کوئی بھی فرد جو بچوں کی فحش نگاری کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے وہ کسی بھی ایسی واضح کردہ قید کے ساتھ سزا کا مستحق ہوگا جس کی مدت دوسال سے کم نہ ہوگی اور اسے سات سال تک بڑھایا جاسکے گا یا جرمانہ عائد کیا جائے گا جو کہ دولاکھ روپے سے کم نہ ہوگا اور اسے سات لاکھ روپے تک بڑھایا جاسکے گا، یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

ایکٹ XLV، 1860 میں دفعہ 328A کا اندراج۔ تعزیری ضابطے میں، دفعہ 328 کے بعد، درج ذیل نئی دفعہ کا اندراج کیا جائے گا، جو یہ ہے:-

328A. بچے کے ساتھ ظلم۔ کوئی بھی فرد جو جان بوجھ کر بچوں کو زدوکوب کرتا ہے، ان کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے، ان سے غفلت برتتا ہے، ان سے کنارہ کشی کر لیتا ہے یا بھول چوک یا جان بوجھ کر کوئی ایسا عمل انجام دیتا ہے جس کے نتیجے میں بچے کو جسمانی یا نفسیاتی تکلیف پہنچتی ہے یا پہنچنے کا احتمال ہے تو اسے کسی بھی ایسی واضح کردہ قید کی سزا دی جائے گی جس کی مدت ایک سال سے کم نہ ہوگی اور اسے تین سال تک بڑھایا جاسکے گا یا جرمانہ عائد کیا جائے گا جو کہ پچیس ہزار روپے سے کم نہ ہوگا اور اسے پچاس ہزار روپے تک بڑھایا جاسکے گا، یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

ایکٹ XLV، 1860 میں دفعہ 369A کا اندراج۔ تعزیری ضابطے میں، دفعہ 369 کے بعد، درج ذیل نئی دفعہ کا اندراج کیا جائے گا، جو یہ ہے:-

369A. انسانوں کی سمگلنگ۔ کوئی بھی فرد جو اپنے آپ کو انسانی سمگلنگ میں ملوث کرے گا، اسے قید کے ساتھ سزا دی جائے گی جس کی مدت پانچ سال سے کم نہ ہوگی اور اسے سات سال تک بڑھایا جاسکے گا یا جرمانہ عائد کیا جائے گا جو کہ پانچ لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا اور اسے سات لاکھ روپے تک بڑھایا جاسکے گا، یا یہ دونوں سزائیں دی جا سکیں گی۔

وضاحت۔ اس دفعہ میں ''انسانی سمگلنگ'' کا وہی مطلب لیا جائے گا جو انسانی سمگلنگ کی روک تھام اور کنٹرول کے آرڈیننس، 2002 (LIX، 2002) میں دیا گیا ہے۔''

ایکٹ XLV، 1860 میں دفعات 377A اور 377B کا اندراج۔ تعزیری ضابطے میں، دفعہ 377 کے بعد، درج ذیل نئی دفعات کا اندراج کیا جائے گا، جو یہ ہیں:-

''369A. جنسی بدسلوکی۔ کوئی بھی فرد جو کسی فرد کو ملازم رکھتا ہے، استعمال کرتا ہے، اسے مجبور کرتا ہے، مائل کرتا ہے، ترغیب دیتا ہے، ورغلاتا ہے، یا جبری دباؤ ڈالتا ہے تا کہ اسے کسی دیگر فرد کے ساتھ چھیڑ چھاڑ، ہاتھ پھیرنے یا سہلانے، لبھانے، جسم کی نمائش کرنے، جنسی اعضاء کو دیکھ کر تسکین حاصل کرنے یا کسی فحش یا جنسی طور پر واضح طرز عمل یا آزادانہ طور پر یا کسی دیگر طرز عمل کے ساتھ مل کر، جہاں فرد کی عمر اٹھارہ سال سے کم ہو تو اس رضامندی سے یا رضامندی کے بغیر نقلی ادائیں دکھا کر لبھانے کے لئے، مصروف کرنے کا عمل انجام دے، تو ایسے فرد کو جنسی بدسلوکی کے جرم کا مرتکب کہا جائے گا۔

377B. سزا۔ کوئی بھی فرد جو جنسی بدسلوکی کے جرم کا ارتکاب کرے گا، تو اسے کسی بھی ایسی واضح کردہ ایک ایسی مدت کے لئے قید کی سزا دی جائے گی جسے سات سال تک بڑھایا جاسکے گا اور جرمانہ جو پانچ لاکھ روپے سے کم نہ ہوگا، یا یہ دونوں سزائیں دی جاسکیں گی۔

ساحل کیس اسٹڈی

یہ کیس سندھ پولیس نے مقامی تھانے میں درج کیا

یہ 3 دسمبر کی بات ہے کہ 'اے ایم' نامی شخص مارکیٹ سے اپنی گھریلو ضروریات کی اشیاء خریدنے کے بعد واپس گھر آ جاتا ہے۔ اس کے کچھ دیر بعد جب وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے ساتھ گلی میں کھڑا تھا تو اسی دوران انھیں 'ایس اے' نامی مقامی شخص کے مویشی خانے سے کسی کے رونے اور چیخنے کی آوازیں سنائی دیتی ہیں۔ وہ جلدی سے وہاں پہنچتے ہیں اور تین لوگوں کو اپنی آٹھ سالہ بیٹی 'اے کے' کے ساتھ زبردستی زنا کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ انھیں دیکھتے ہی ملزمان بھاگ جاتے ہیں۔ ان میں سے 'ٹی' نامی شخص جس کے پاس پستول بھی تھا اسی وقت شناخت ہو جاتی ہے جبکہ باقی دو ملزمان کی شناخت نہیں ہو پاتی۔ معصوم بچی 'اے کے' نیم بے ہوشی کی حالت میں چلا رہی تھی۔ اسے طبی مدد کے لیے فوری ہسپتال پہنچایا گیا اس کے بعد بچی کے والد 'اے ایم' نے ملزمان کے خلاف 1979 کے قانون حدود آرڈیننس کے دفعہ A-364 اور آرٹیکل (4)10 کے تحت ایف آئی آر درج کروائی۔

ساحل نے مظلوم خاندان کو قانونی مدد کے لیے خط لکھا۔ ساحل کا وکیل عدالت میں پیش ہوا اور کیس کی باقاعدہ پیروی کی۔ تمام عدالتی کاروئی مکمل ہونے کے بعد ایڈیشنل سیشن جج نے پی پی سی 376 کے تحت تینوں ملزمان کو سزا سنائی۔ ان میں سے مرکزی ملزم 'ایم اے' کو دس ہزار جرمانے کے ساتھ دس سال قید کی سزا سنائی گئی۔ جرمانہ ادا نہ کرنے کی صورت میں ملزم کو مزید 6 ماہ کی سزا بھگتنی پڑے گی۔ باقی دو ملزموں 'ٹی اور اے' کو قانون انصاف بالغاں کی بناء پر پانچ ہزار جرمانے کے ساتھ پانچ پانچ سال قید کی سزائیں سنائی گئیں۔

ساحل کیس اسٹڈی

یہ کیس پنجاب نے مقامی پولیس سٹیشن میں درج کیا

سات سالہ بچہ اے زیڈ شام کو پانچ بجے کے قریب اپنے گھر کے ساتھ واقع گلی میں کھیل رہا تھا۔ اس کے والد اور دیگر بھائی گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک 'اے زیڈ' کی رونے اور چیخنے کی آوازیں سنائی دیئے۔ وہ لوگ معلوم کرنے کے لیے جیسے ہی گھر سے باہر نکلتے ہیں تو پتہ چلا کہ آواز ساتھ والے گھر سے آ رہی ہے۔ وہ سب فوراً اس گھر میں داخل ہوئے اور 'وائی' نامی شخص کو سات سالہ معصوم بچے 'اے زیڈ' کو جنسی تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے دیکھا۔ اسی اثناء میں وہ شخص وہاں سے بھاگ گیا۔ ساحل نے اس کیس کو اٹھایا اور اس خاندان کو مفت قانونی مدد فراہم کی عدالتی کاروئی میں قصور ثابت ہونے پر ملزم کو تیس ہزار جرمانے کے ساتھ ساتھ پچیس سال قید کی سزا سنائی گئی۔

ساحل کی مفت قانونی مشاورت اور امداد

جنسی تشدد کے شکار ہر بچے کو ساحل مفت قانونی امداد فراہم کرتا ہے۔ معلومات کو راز میں رکھا جاتا ہے۔

ملنے کا پتہ: ساحل ہیڈ آفس نمبر 13، فرسٹ فلور، البابر سنٹر ایف۔ایٹ مرکز اسلام آباد۔

فون نمبر۔ 051-2856950، ٹول فری نمبر۔ 0800-13518

قصور کی کہانی

8اگست2015

ضلع قصور میں280 سے زائد بچوں کو جنسی زیادتی کیلئے مجبور کرنے اور400 کے قریب ویڈیو ریکارڈنگ کی خبر نے پورے ملک کو جھنجوڑ کر رکھ دیا جس میں زیادہ تر بچوں کی عمر14 سال سے کم بتائی گئی۔ یہ واقعہ اس وقت سامنے آیا جب ملزموں کے خلاف قانونی کاروائی نہ کرنے پر مظلوم بچوں کے والدین اور پولیس کے درمیان تصادم ہوا جس میں پولیس نے مظاہرین کو منتشر کرنے کیلئے طاقت کا استعمال کیا جس کے نتیجے میں 2 درجن سے زیادہ لوگ زخمی ہوئے جو انصاف مانگ رہے تھے۔

9اگست2015

پولیس نے25 مشتبہ افراد کو گرفتار کیا جو بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی میں ملوث تھے۔

10اگست2015

ایوان بالا (سینٹ) نے ایک متفقہ قرارداد پاس کی جس میں بچوں سے زیادتی اور قصور کے معصوم لوگوں کے خلاف اس گھناؤنے جرم کے ارتکاب کرنے کی شدید مذمت کی۔

10اگست2015

پاکستان تحریک انصاف، پاکستان پیپلز پارٹی اور جماعت اسلامی نے بچوں سے ہونے والے جنسی زیادتی کے واقعہ کے خلاف نوٹس لیتے ہوے پنجاب اسمبلی میں تحریک التوا پیش کی۔

10اگست2015

ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان نے قصور میں بچوں کے جنسی استحصال پر گہری تشویش کا اظہار کیا اور فوری تحقیقات کا مطالبہ کیا۔

11اگست2015

وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف نے بڑے پیمانے پر ہونے والے جنسی استحصال کے واقعے کی تحقیقات کیلئے مشترکہ تحقیقاتی ٹیم تشکیل دینے کا حکم دیا۔

11اگست2015

لاہور ہائی کورٹ نے قصور اسکینڈل پر عدالتی کمیشن کی تشکیل کے لئے حکومتی درخواست مسترد کر دیا۔

11اگست2015

اقوام متحدہ کے ادارہ یونیسیف نے قصور میں بچوں سے ہونے والے جنسی زیادتی کے واقعے کو انتہائی دردناک قرار دیا۔

12اگست2015

قصور واقعے سے متاثرہ مزید24 خاندان اپنے مقدمات درج کروانے سامنے آ گئے۔

12اگست2015

متاثرین کو انصاف کی امید دلاتے ہوئے قصور ڈسٹرکٹ کے تین سینئر افسران کو معطل اور صوبائی سطح پر تین سینئر پولیس افسران کے تبادلے کر دیے گئے۔

13اگست2015

انسداد دہشتگردی کی خصوصی عدالت نے قصور سیکنڈل کے مزید سات ملزموں کو27 دنوں کے لئے پولیس کے تحویل میں دے دیا اور صوبائی اعلیٰ عدالت نے20 اگست کو مشترکہ تحقیقاتی ٹیم سے رپورٹ طلب کر لی۔

14اگست2015

سندھ اسمبلی نے قصور میں بچوں کے ساتھ ہونے والے زیادتی کے خلاف قرارداد پاس کی۔

15 اگست 2015

قصور میں بچوں کے ساتھ ہونے والے واقعے میں مزید دس مقدمات کا اندراج، جبکہ پانچ مبینہ لوگوں کو بھی گرفتار کیا گیا۔

19 اگست 2015

لاہور ہائی کورٹ نے ملزم تنزیل الرحمان کو چالان پیش کرنے کی اجازت دے دی جو لاہور ہائی کورٹ کا ملازم تھا جسے قصور واقعے میں نام آنے کے بعد چیف جسٹس نے فوراً معطل کر دیا تھا۔

30 اگست 2015

تین ملزموں کو 10 دن کے جوڈیشل ریمانڈ پر پولیس کے حوالے کر دیا گیا۔

یکم ستمبر 2015

لاہور ہائی کورٹ نے اپنے ہی ملزم تنزیل الرحمان کی قصور واقعے میں ملوث کرنے کے حوالے سے داخل پٹیشن کو خارج کر دیا۔

14 اکتوبر 2015

مشترکہ تحقیقاتی ٹیم نے اپنی فائنل رپورٹ انسداد دہشتگردی کی عدالت میں جمع کرادی، کمیٹی کی رپورٹ کے مطابق 15 افراد اس مکروہ جرم میں ملوث پائے گئے۔

16 اکتوبر 2015

مشترکہ تحقیقاتی ٹیم نے لاہور ہائی کورٹ کو بتایا کہ انھوں نے قصور میں بچوں کے ساتھ زیادتی کے کیس میں کل 450 افراد کے انٹرویو کئے جس میں متاثرین، عینی شاہدین، بچے اور مقامی باشندے شامل ہیں۔ پنجاب فرانزیک لیبارٹری کی تعاون سے 47 ویڈیو کلپس اور 72 تصاویر کا بھی تجزیہ کیا۔

مشترکہ تحقیقاتی ٹیم نے 17 افراد کے خلاف چالان پیش کیا جس میں سے 10 افراد پر بچوں سے بدفعلی اور باقی 7 پر دہشت پھیلانے اور دھوکہ دہی کے الزامات کے تحت چالان پیش کئے گئے ان کا کہنا تھا کہ یہ تمام ویڈیو کلپس چار سے پانچ سال پرانی ہیں۔

12 جنوری 2016

انسداد دہشتگردی کی عدالت نے قصور کیس میں ملوث تین ملزموں کے درخواست ضمانت کے فیصلہ کو محفوظ کرتے ہوئے اگلی سماعت تک دونوں فریقین کے وکیلوں کو اپنی دلائل پیش کرنے کا حکم دے دیا۔

یکم مارچ 2016

انسداد دہشتگردی کی عدالت نے قصور کیس میں درج ایک ایف آئی آر میں سے انسداد دہشتگردی کی ایکٹ کو ختم کر کے کیس کو سیشن کورٹ میں چلانے کا حکم جاری کر دیا۔

18 اپریل 2016

انسداد دہشتگردی کی عدالت نے دو مجرموں حسیم عامر اور فیضان مجید پر درجنوں بچوں کے ساتھ کئی سالوں تک جنسی زیادتی کے کیس میں فرد جرم عائد کرتے ہوئے عمر قید کی سزا سنائی۔

اپ ڈیٹ:

حال ہی میں ایوان بالا نے انسداد دہشتگردی کا ترمیمی بل پاس کر دیا ہے جس کے تحت پہلی مرتبہ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کے ساتھ ساتھ بچوں کو غیر اخلاقی ویڈیو اور سمگلنگ کو بھی جرم قرار دیا گیا ہے۔ اس ترمیمی بل کے تحت بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی سزا سات سال تک قید اور پانچ لاکھ تک جرمانہ ہوگا یا پھر یہ دونوں سزائیں بھی دی جا سکتی ہیں۔

کل 23 مقدمات میں سے 17 مقدمات اب بھی ثبوتوں کے عدم دستیابی کی وجہ سے عدالتوں میں زیر سماعت ہیں جبکہ دوسرے پانچ مقدمات کی خارج ہونے کی رپورٹ پولیس نے عدالت میں جمع کر دی ہے جن کے دلائل ابھی مکمل نہیں ہوئے ہیں۔

منی اور مفت کی سواری

منی صبح سویرے اسکول جانے کے لیے تیار ہوئی، اسے دیر ہو رہی تھی۔ وہ بس اسٹاپ تک بھاگتے ہوئے گئی۔ جب وہ بس اسٹاپ پر پہنچی تو بس جا چکی تھی۔ اتنے میں ایک گاڑی اس کے پاس آ کر رکی۔ جس میں سے ایک عورت نے منی کو کہا ''بیٹی ہمارے ساتھ چلو ہم تمہیں اسکول چھوڑ دیں گے''۔

منی اسکول جانا چاہتی تھی۔ آج اس کا ٹیسٹ تھا۔ اس کا جی چاہا کہ وہ ان کے ساتھ چلی جائے۔ اس کو اپنے امی ابّو کی بات یاد آئی۔۔۔ کہ اجنبیوں کے ساتھ بات نہیں کرتے۔۔۔ اور ان کے ساتھ ہرگز کہیں نہیں جاتے۔

منی نے زور سے ''نہیں'' کہا اور گھر بھاگ گئی۔

دعوتِ تحریر

قارئین!

ہمارے اگلے شمارے جولائی- ستمبر 2016 کیلئے اپنی تحاریر 30 جون 2016 تک ہمیں ارسال کریں۔

ہمارا اگلا شمارہ خاص طور پر بچوں کے لئے ہوگا، جس کے لئے آپ اقوال زریں، نظمیں، کہانیاں، لطائف اور تاریخی معلومات بھیج سکتے ہیں۔ آپ اپنی تحریریں اردو یا انگریزی زبان میں لکھ کر بھیج سکتے ہیں، تحریروں کے انتخاب کا حتمی فیصلہ مدیران کریں گے۔ تحریریں بھیجنے کیلئے ہمارے پتے: ساحل ہیڈ آفس نمبر 13، فرسٹ فلور، البابر سنٹر، ایف ایٹ (F-8) مرکز اسلام آباد، یا mag@sahil.org پر ای میل بھی کر سکتے ہیں۔

ساحل جیت ہیلنگ سینٹر سے پوچھے گئے عمومی سوالات

ایک سات سالہ بچی کی ماں نے اپنی بچی کے مسائل پر بات کرنے لیے ساحل کونسلر سے رابطہ کیا اور بتایا کہ بچی بہت غصہ کرتی ہے اور کسی بھی کام پر توجہ نہیں دیتی۔ اس نے کہا کہ اس کی بچی ایک منٹ کے لیے بھی اکیلی نہیں بیٹھ سکتی اور وہ اپنی بیٹی کو دی جانے والی کونسلنگ سے مطمئن نہیں ہے لہٰذا ایسا کوئی طریقہ بتائیں جس سے اس بچی کے رویے میں تبدیلی آسکے۔

پلے تھراپی کیا ہے؟

پلے تھراپی ایک مخصوص مشق کا نام ہے جو مریض کے بیان نہ ہونے والے جذبات اور مسائل کو مختلف طریقوں سے حل کرنے میں مدد کرتی ہے۔

پلے تھراپی بچوں کے مختلف مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک متبادل طریقے اور آلے کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔ بعض اوقات بچے کی نشوونما کے دوران کچھ ایسی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جو نہ صرف اس کے لیے بلکہ اس کے ساتھ رہنے والوں کے لیے مشکل کا باعث بن جاتی ہیں۔ والدین اساتذہ اور بچوں کے دیکھ بھال کرنے والے ان علامات کو بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں یہ علامات زیادہ غصہ، خوف اور پریشانی کے شکل میں بھی ہو سکتے ہیں جو بچے کی پرورش کے ساتھ خاندان اور سکول میں دوستوں سے سیکھنے کی صلاحیت کو متاثر کر سکتے ہیں۔

اگرچہ بالغوں کو اس طرح کے درپیش جذباتی رویوں کا حل بات چیت کے طریقہ علاج سے نکالا جا سکتا ہے لیکن بچوں کو ایک خاص تفتیش اور پوچھ گچھ کے مرحلے سے گزارا جاتا ہے اور بچوں سے ان کی سطح پر بات چیت کر کے مسائل کا بہتر حل نکالا جاتا ہے یوں بچوں کو الجھے ہوئے احساسات اور پریشان کن تجربات سے باہر نکلنے میں مدد ملتی ہے ایسے مسائل سے بچے خود چھٹکارا نہیں پا سکتے ہیں۔

کیا پلے تھراپی ان کی مدد کر سکتی ہے؟

پلے تھراپی بچوں کو بہتر طریقے سے اظہار کرنے، خیالات و احساسات کو دریافت کرنے اور ان کے تجربات کو استعمال میں لا کر مسائل کا حل نکالنے میں مدد دیتی ہے جیسے کہ

توجہ کی کمی اور مسلسل حرکت میں رہنا

طبی ڈپریشن (افسردگی)

بے چینی سے متعلقہ مسائل

اسکول میں کمزور کارکردگی

بچے جو والدین کی علیحدگی، طلاق و دیگر مسائل کا سامنا کر رہے ہوں

بچے جو گھریلو تشدد کا شکار ہوں

بچے جو ہسپتال میں ہوں

بچے جو جسمانی، جذباتی اور جنسی تشدد کا شکار ہوئے ہوں

دیکھ بھال (اپنانے اور پرورش) کے لیے رکھے گئے بچے

بچے جو کسی نقصان، بیماری یا اپنے کسی پیارے کو کھونے کے دکھ سے گزر رہے ہوں

بچے جو کسی خاص حادثے یا تباہی سے گزرے ہوں

بچوں کے ماہر نفسیات کے مطابق پلے تھراپی بچوں کو سیکھنے، بے چینی کو کم کرنے، رابطے، اعتماد اور عزت نفس کو بحال کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ خاص طور پر نوجوان

بچے کھیل کے ذریعے اپنے جذبات کو بہتر طریقے سے ظاہر کر سکتے ہیں۔ یہ تھراپیسٹ اور کونسلرز کے لیے ایک بلواسطہ طریقہ ہے جس کے ذریعے وہ بچے کے سوچ اور رویے کا بہتر انداز میں ادراک کر سکتے ہیں۔

پلے تھراپی کا کیا مقصد ہے؟

بچے کو تخلیقی میڈیا، آرٹ اور مختلف کھیلوں کی طرف راغب کروانا

صدمے کے اظہار کے لیے زبانی اور غیر زبانی طریقوں کی حوصلہ افزائی کرنا

بچے کی نشوونما کو بڑھانے کے لیے بچے اور تھراپسٹ کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنا

پلے تھراپی بچوں کی تکلیف دہ یادوں کو حفاظتی طریقے سے دوبارہ یادداشت میں لانے میں مدد دیتی ہے تاکہ وہ انکار، بھول جانے کی بیماری اور صدمے کو دبانے سے باہر نکل سکیں۔ بچوں کی حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ لمبے دورانیے کے طریقہ علاج کو جاری رکھ سکیں اور آہستہ آہستہ صدمے کی صورتحال پر قابو پا سکیں۔

پلے تھراپی کے لیے کون سی چیزیں اور اشیاء استعمال کرتے ہیں؟

آرٹ تھراپی، جوڑ توڑ (مٹی، پینٹنگ، رنگین چاک وپنسلیں اور دیگر متعلقہ اشیاء)

پتلی ڈرامہ تھراپی

پہیلی گیم تھراپی

خاکے بنانے والے مواد

مٹی اور خمیر سے کھیلنا کودنا

گڑیا گھر (مختلف سائز اور عمر کے حساب سے)

پلے تھراپی کا کیا فائدہ ہے؟

پلے تھراپی بچوں کو درپیش مختلف مسائل سے چھٹکارا دلانے ان کے رویوں اور سوچوں کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتی ہے جو بچوں کو اس قابل بناتی ہے کہ وہ روزمرہ کے کاموں کو مزید آسانی سے انجام دے سکیں۔ پلے تھراپی بچوں کو ایسے منفی اور غلط تجربات سے نکالتی ہے جو ان کے سیکھنے اور ترقی کے عمل کو روکتے ہیں۔ پلے تھراپی بچوں کو ایک ایسے راستے کی طرف لے جانے میں مدد دیتی ہے جہاں سے وہ دنیا کو مثبت نظر سے دیکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔

پلے تھراپی کے چند اور فوائد یہ بھی ہیں

تکلیف دہ واقعات کے متعلق پریشانی کو کم کرنا

مقابلے کی حس اور اعتماد کو بہتر کرنا

بہتر زندگی کے لیے مضبوط رشتوں کو تشکیل دینا

اپنے اور دوسروں پر اعتماد کی فضاء قائم کرنا

جیت ہیلنگ سنٹر سیکنڈری سکول کے اساتذہ، کمیونٹی اور اداروں کو پیرا کونسلنگ، صدمے کی صورت میں اس پر قابو پانے، والدین کیلئے بچوں کی پرورش کے طریقۂ کار، متصادم حالات سے نبٹنے اور اسکا حل نکالنے، نوعمری میں صحت اور بچوں کے تحفظ پر تربیت فراہم کرتا ہے۔

فون نمبر: 051-2856950، ٹول فری نمبر۔0800-13518، ای میل: jeet@sahil.org

پاکستانی بچے۔۔۔معصوم متاثرین

نور پامیری
سماجی کارکن اور ماہر ابلاغ عامہ

پاکستان میں بچے بلواسطہ یا بلاواسطہ اپنے بڑوں اور معاشرے کے ہاتھوں تشدد اور بدسلوکی کا شکار رہتے ہیں۔ بچوں کے سامنے والد کا ماں کو مارنا پیٹنا اور میڈیا پر بچوں کی خون آلود اور اعضا سے کٹی لاشیں بغیر کسی روک تھام کے دکھائے جانے سے بچوں کے ذہنوں پر انمٹ نقوش ثبت ہو جاتے ہیں جو پوری زندگی ان کا ساتھ نہیں چھوڑتے ہیں۔ یہ کہنا غلط نہیں ہوگا کہ بچوں پر ایسے المناک واقعات کے اثرات ان کے والدین، اساتذہ اور پالیسی سازوں کی توقعات اور سوچ سے کہیں زیادہ سنگین ہوتے ہیں گھریلو تشدد کے واقعات کافی عرصے سے مسلسل منظر عام پر آرہے ہیں مگر فحش ویڈیوز، تصاویر اور خاکوں کا سامنے آنا اس میں ایک نیا اضافہ ہے۔

پاکستان میں تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات میں معصوم بچے بھی دہشت گردوں کے خاص نشانے پر آچکے ہیں۔ آرمی پبلک اسکول پشاور کا المناک واقعہ معاشرے کے چھپے ہوئے زخموں کو سامنے لا چکا ہے اور یہ سلسلہ یہی نہیں رکا لاہور پارک کا واقعہ جس میں سیر و تفریح کے لیے آنے والے بہت سے بچے اپنے والدین اور خاندان کے ہمراہ دہشتگردی کا نشانہ بنے۔ لاتعداد نامعلوم بچے دہشتگردوں کے خلاف ہونے والے ڈرون حملوں میں مارے جا چکے ہیں اور بہت سارے بچے والدین کو کھونے کے بعد انتہائی مشکل حالات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ سرکاری اعداد و شمار کے حساب سے اب تک دہشتگردی کے خلاف جنگ میں تقریباً ساٹھ ہزار لوگ مارے جا چکے ہیں۔ دوسری طرف بڑی تعداد میں بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی، سمگلنگ، ہراساں کرنے کے واقعات سامنے آتے رہتے ہیں۔ ابھی وہ بچے جو غذائی قلت، پولیو، موذی امراض، چائلڈ لیبر، تعلیم اور صحت جیسے مسائل کا شکار ہیں ان کا ذکر ہی نہیں ہے۔

یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ پاکستان میں نائن الیون کے بعد شروع کی جانے والی دہشت گردی کے خلاف جنگ کی وجہ سے لاکھوں کی تعداد میں بچے اس دنیا کو سمجھنے سے پہلے ہی اپنی معصومیت کھو چکے ہیں۔ عام طور پر یہ حالت زار اعلانیہ یا غیر اعلانیہ طور پر جنگ زدہ علاقوں میں زیادہ پیش آتی ہے۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ریاست اور معاشرے نے اس صورتحال کے تدارک کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟ اور کیا ہمارا معاشرہ عام لوگوں خاص طور پر بچوں کے رہنے کے قابل ہے؟ شائد نہیں۔ مجھے ڈر یہ ہے کہ قوانین کا ایک پلندہ حکومت نے صرف این جی اوز کے دباؤ کے تحت بنایا ہوا ہے ایسے قوانین جن پر عمل نہ ہو بچوں کی بہبود کے لیے کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتے۔

اس دردناک صورتحال سے باہر نکلنے کے لیے نہ صرف ریاست کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے بلکہ اس کے لیے اجتمائی کوششوں کے ساتھ ساتھ بچوں کے مسائل کا مداوا کرنے والے نظام کو تشکیل دینے کی بھی ضرورت ہے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس میں بچوں کے نظر آنے والے اور نظر نہ آنے والے دونوں طرح کے مسائل کا احاطہ کیا جا سکے۔

اس مرحلے میں ہمارے معاشرے کو بچوں میں موجود تفریق، خاموشی اور غربت کے مسائل اور اس کے اثرات کو سمجھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس خلا کو پر کئے بغیر پاکستان میں بچوں کی صورتحال کو بہتر نہیں بنایا جا سکتا کیونکہ بچے ہمارے اس اخلاقی طور پر زوال پذیر اور غیر منظّم معاشرے کا ایک اہم حصہ ہیں اور انھیں اس نہج تک پہنچانے میں معاشرے کا ہی کردار ہوتا ہے۔

پاکستان کے شہریوں بشمول بچوں کی موجودہ صورت حال میں صرف اسی صورت بہتری لائی جا سکتی ہے جب حکومت صرف قوانین کو پاس کرنے سے تھوڑا سا آگے بڑھے اور اپنے شہریوں کی ضروریات کو سب سے مقدم رکھے۔ جب تک تعلیم، صحت، بہتر طرز حکمرانی، سخت عدالتی نظام اور ہر قسم کے تشدد سے پاک معاشرہ کے لئے بہتر انداز میں سرمایہ کاری نہیں کی جاتی بچوں کی موجودہ صورتحال میں بہتری نہیں لائی جا سکتی۔

ہمارے ابھرتے ستارے

ارفاد امتیاز، مائیکروسافٹ کا سب سے کم عمر تحقیق کار

ارفاد امتیاز ٹیکنالوجی سے وابسطہ پاکستان کا کم عمر ابھرتا ہوا ستارہ ہے جس نے کم عمر ترین مائیکروسافٹ سیکورٹی تحقیق کار کا اعزاز حاصل کیا۔ ارفاد 2013ء میں پندرہ سال کی عمر میں مائیکروسافٹ کی دنیا میں داخل ہوا اور ٹیکنالوجی کی سیکورٹی ریسرچر کی لسٹ میں اپنا نام باقاعدہ درج کروایا۔ اس سے قبل 2012ء میں مائیکروسافٹ ورچوئل اکیڈمی میں داخل ہونے کے بعد ارفاد نے سات پروگرام کورسز کامیابی سے مکمل کیے اور ان میں ایم ای وی (MEV) پر پاکستان کی طرف سے دو ماہ تک اس کا نام اعلی طالب علموں کی فہرست میں رہا۔ مائیکروسافٹ کے ادارے نے اس کی ذہانت اور جذبے کو بے حد سراہا اور اسے واشنگٹن میں انٹرن شپ کی پیشکش بھی کی۔

ارفاد نے کمپیوٹر کا استعمال پانچ سال کی عمر میں کیا تھا۔ کمپیوٹر اور ٹیکنالوجی کے ساتھ اس قدر شوق کی ایک اہم وجہ اس کا خاندان رہا جو کافی عرصے سے اسی شعبے کے ساتھ منسلک تھا۔ سکول سے گرمیوں کی چھٹیوں میں اس نے کچھ کرنا چاہا جس پر اس کے چچا نے اسے اس شعبے کی طرف مائل کیا جو بعد میں سائبر سیکورٹی میں اس کی دلچسپی کی وجہ بنا۔

ارفاد بل گیٹس کی شخصیت سے بہت متاثر ہے اور مستقبل میں مائیکروسافٹ کے شعبے میں جانا چاہتا ہے۔ ارفاد کی ذہانت اور محنت نے پورے ملک کا نام روشن کیا ہے۔ الیکٹرانک میڈیا کی ملک کے خلاف جاری مہم میں یہ ایک مثبت خبر اور پیغام ہے جس سے ملک کا بہتر اور مثبت چہرہ سامنے آئیگا۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ارفاد امتیاز کامیابیوں کی بلندیوں کو چھونے کا سلسلہ جاری رکھے گا۔ پوری قوم کی دعائیں ارفاد امتیاز جیسے ہونہار سپوتوں کے ساتھ ہے جو مستقبل میں وطن عزیز کا نام روشن کرنا چاہتے ہیں۔

محمد ابوحفص کا آسٹریلین یونیورسٹی امتحان میں پہلی پوزیشن

محمد ابوحفص سات سالہ طالب علم ہے جو سرگودھا کے علاقے کوٹ مومن سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے بین الاقوامی آسٹریلین یونیورسٹی سے ریاضی کے امتحان میں اول پوزیشن حاصل کی۔

محمد ابوحفص گورنمنٹ ہائرسکینڈری سکول آف بھیرہ میں زیر تعلیم ہیں انھوں نے 16 مختلف ممالک کے درمیان ہونے والے مقابلے میں طلائی تمغہ حاصل کیا ابوحفص کے والدین اپنے بیٹے کی اس کامیابی پر بہت خوش ہیں اور اس کامیابی کو اپنے لیے اور پورے ملک کے لیے ایک اعزاز سمجھتے ہیں۔

محمد ابوحفص کے استاد محمد نواز کا اس حوالے سے کہنا ہے کہ وہ اپنی پڑھائی میں محنتی اور بہت آگے جائے گا اس کا شمار شروع سے ہی اسکول کے ذہین اور قابل طالب علموں میں ہوتا ہے۔

گورنمنٹ ہائرسکینڈری سکول بھیرہ کے پرنسپل ظفر اللہ خان کا کہنا ہے کہ سکول کے تمام اساتذہ کو ابو حفص کی کامیابی پر بجا طور پر فخر ہے اور یقیناً ابوحفص کی اس غیر معمولی کارکردگی سے دیگر بچوں کو بھی آگے بڑھنے اور مزید محنت کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔

ابوحفص کا اپنی کامیابی کے حوالے سے کہنا ہے کہ میں نے مستقبل میں بہت کچھ حاصل کرنے تہیہ کر رکھا ہے میں اپنی اس کارکردگی کو ابتدائی سیڑھی سمجھ کر آگے بڑھوں گا اور مستقبل میں بھی اپنے والدین اور ملک وقوم کا نام روشن کرنے کی کوشش کرونگا۔

ساحل کی سرگرمیاں

میڈیا ڈیپارٹمنٹ ساحل:

★ ساحل نے قومی امن کانفرنس کا انعقاد کیا جس میں چاروں صوبوں سے ویلیج چائلڈ پروٹیکشن نیٹ ورک (VCPN) کے ممبران اور کمیونٹی ممبران سمیت 125 لوگوں نے شرکت کی۔

★ پاکستان ٹیلی ویژن پر تنازعات کے پرامن حل اور کم عمری کی شادی جیسے مسائل سے آگاہی کیلئے 6 دن تک انیمیٹڈ پیغامات نشر کئے۔

★ پاکستانی نیوز چینلز (جیو، ایکسپریس، دنیا، سماء، اے آر وائی) کے ذریعے بھی تنازعات کے پرامن حل اور کم عمری کی شادی جیسے مسائل سے آگاہی کیلئے ایک ہفتے تک انیمیٹڈ پیغامات نشر کئے گئے۔

★ اسلام آباد سرینا ہوٹل میں بچوں کے دوست اخبار، بہترین رضا کار ایوارڈ اور ظالم اعداد 2015 کی تقریب رونمائی کے حوالے سے تقریب کا انعقاد کیا۔

★ ساحل کی سالانہ رپورٹ "ظالم اعداد 2015" شائع کی۔

★ ساحل کی سہ ماہی میگزین "2016 بچوں کا سال" کے نام سے شائع کیا۔

ساحل ریسورس سنٹر:

★ ساحل ریسورس سنٹر نے 88 نئے رضا کاروں کو ممبر شپ کارڈ جاری کئے۔

★ بہترین رضا کار ایوارڈ 2015 کے موقع پر ساحل رضا کاروں میں دو بہترین رضا کار کے ایوارڈ اور چودہ اسپیشل مینشن کیٹگری ایوارڈ تقسیم کئے گئے۔

★ ساحل ریسورس سنٹر نے 6 طلباء کو ریسرچ کے لئے معلومات فراہم کیا۔

★ ساحل کو انٹرن شپ کے لئے 14 درخواستیں موصول ہوئیں، جن میں سے 4 انٹرن کو ساحل پروگرام سے متعارف کرایا۔

ساحل ٹریننگ ڈیپارٹمنٹ:

★ پرامن تنازعات کے حل پر جعفر آباد، ایبٹ آباد اور سکھر کے اضلاع میں ٹریننگ کا انعقاد کیا گیا۔

★ ضلع خیر پور کی یونین کونسل تھری میں بچوں کی حفاظت پر کمیونٹی ٹریننگ کا انعقاد کیا گیا، جس میں 533 افراد نے شرکت کی۔

★ درج ذیل سکولوں میں کٹھ پتلی تماشا کے کھیل کا انعقاد کیا گیا:

- لٹل ہارورڈ سکول فیصل آباد۔

سی ایف این، 22 مارچ 2016 اسلام آباد

ساحل قومی امن کانفرنس، اسلام آباد

ساحل بہترین وولنٹیر ایوارڈ

پریذنٹیشن کنوینٹ اسکول رسالپور میں اساتذہ کے لیے تربیتی سیشن

تنازعات کے پرامن حل کے لیے ٹریننگ

- سینٹ میچل کنوینٹ ہائی سکول پشاور۔
- پریذنٹیشن کنوینٹ سکول رسالپور۔

★ لٹل ہارورڈ سکول فیصل آباد میں ٹریننگ منعقد کی جس میں 11 اساتذہ اور 44 والدین نے شرکت کی۔

★ سینٹ میچل کنوینٹ ہائی سکول پشاور میں اساتذہ کیلئے "میری حفاظت" پر تربیت منعقد کی، جس میں 43 اساتذہ نے شرکت کی۔

★ پریذنٹیشن کنوینٹ سکول رسالپور میں 58 اساتذہ نے "میری حفاظت" تربیت میں شرکت کی۔

مقامی لوگوں کیلئے تنازعات کے پرامن حل کے حوالے سے ٹریننگ

ساحل جیت ہیلنگ سینٹر:

★ جیت ہیلنگ سنٹر نے تنازعات کے پرامن حل کے لیے لاہور، سکھر اور جعفر آباد میں 29 تربیتی نشست کا انعقاد کیا، جس میں کل 1073 مردوں اور 1066 عورتوں نے شرکت کی۔

★ دارالامان راولپنڈی میں 6 گروپ رہنمائی سیشن کا انعقاد کیا، جس میں 64 خواتین نے شرکت کی۔

★ نیشنل ہیلتھ سروس اکیڈمی اسلام آباد میں پبلک ہیلتھ میں ماسٹر لیول کے طلباء کیلئے 2 ٹریننگ سیشن منعقد کئے۔

★ آٹھ مردوں اور آٹھ عورتوں کیلئے انفرادی کونسلنگ کا اہتمام کیا گیا۔

ساحل ظالم اعداد 2015 کے حوالے سے سکھر میں پریس کانفرنس

ساحل ریجنل آفس سکھر:

★ سکھر کے دو یونین کونسل دھندھی اور سانگڑھ کے دس گاؤں میں "تنازعات کے پرامن حل" کے حوالے سے تربیتی نشست کا انعقاد کیا، جس میں 121 ویلج چائلڈ پروٹیکشن نیٹ ورک (VCPN) کے ممبران اور 544 کمیونٹی ممبران نے شرکت کی۔

★ ساحل "ظالم اعداد 2015" کے اعداد و شمار پر پریس کلب سکھر اور المنظر ہوٹل خیر پور میں پریس کانفرنس کا انعقاد کیا۔

★ بچوں کی حفاظت، ریفرل سسٹم اور اس پر عمل درآمد کے لیے دسٹرکٹ سپورٹ ممبران کیساتھ میٹنگ کی۔

★ سکھر ڈسٹرکٹ میں بچوں کی موجودہ صورتحال اور ریفرل سسٹم پر تبادلہ خیال کرنے کے لیے ورلڈ ویژن ہیڈ آفس میں میٹنگ منعقد کی۔

★ پولیس اور این جی اوز کے درمیان علاقائی سطح پر تعاون اور رہنمائی کے لیے ڈی آئی جی کے ساتھ میٹنگ کی۔

★ سوشل ویلفیئر سکھر کے ڈپٹی ڈائریکٹر کے ساتھ دارالامان کے بچوں کے مسائل پر بات چیت کرنے کے لیے میٹنگ کی۔

ڈپٹی کمشنر خیر پور کے ساتھ میٹنگ

تنازعات کے پرامن حل کے لیے جعفر آباد میں مقامی آبادی کے لیے تربیتی سیشن

ساحل ریجنل آفس جعفر آباد:

★ دارالامان کوئٹہ میں خواتین کی کونسلنگ کیلئے سیشن کا انعقاد کیا، جس میں کل 87 خواتین نے شرکت کی۔

★ ضلع جعفرآباد کے 10 گاؤں میں "تنازعات کے پرامن حل" کے حوالے سے تربیتی نشست کا انعقاد کیا۔

★ یونین کونسل مانجوتھی میں بچوں کی حفاظت کے حوالے سے کمیونٹی کو تربیت دی گئی۔

★ ضلع جعفرآباد اور ضلع صحبت پور میں ساحل "ظالم اعداد 2015" کے اعداد و شمار کے حوالے سے پریس کانفرنس کی، جس میں 60 میڈیا کے لوگوں نے شرکت کی۔

★ ضلع جعفرآباد میں تنازعات کے پرامن حل اور کم عمری کی شادی جیسے مسائل کو اجاگر کرنے کیلئے انیمیٹڈ پیغامات کیبل نیٹ ورک کے ذریعے نشر کئے۔

ٹریننگ سیشن ''تنازعات کے پرامن حل'' کے بعد مقامی افراد میں تقسیم سرٹیفکیٹ

ساحل ریجنل آفس لاہور:

★ ساحل ریجنل آفس لاہور نے 10 گاؤں میں کمیونٹی ممبران اور ویلیج چائلڈ پروٹیکشن نیٹ ورک (VCPN) کے ممبران کو پرامن معاشرے کے حوالے سے تربیت دی۔

★ لاہور اور شیخوپورہ ڈسٹرکٹ میں ساحل "ظالم اعداد 2015" کے اعداد و شمار کے حوالے سے پریس کانفرنس کی، جس میں کل 59 صحافیوں نے شرکت کی۔

★ ضلع قصور میں تنازعات کے پرامن حل اور کم عمری کی شادی جیسے مسائل سے آگاہی کیلئے کیبل نیٹ ورک کے ذریعے انیمیٹڈ پیغامات نشر کئے۔

★ ضلع قصور کے گاؤں حسین خان والا میں چائلڈ پروٹیکشن نیٹ ورک کا قیام عمل میں لایا گیا۔

★ گاؤں حسین خان والا کے پولیس سٹیشن اور ہسپتالوں میں ایف آئی آر پوسٹر چسپاں کئے۔

★ بچوں کے ساتھ جنسی زیادتی پر ریسرچ کرنے والے 2 طالبعلموں کو مطلوبہ معلومات فراہم کئے۔

ساحل ظالم اعداد 2015 کے حوالے سے لاہور میں پریس کانفرنس

ساحل ریجنل آفس ایبٹ آباد:

★ ایبٹ آباد کی یونین کونسل میر پور اور جھنگی میں دس ٹریننگ سیشن منعقد کئے، جس میں کل 242 مردوں اور 400 عورتوں نے شرکت کی

★ پریس کلب ایبٹ آباد اور ہری پور میں ساحل "ظالم اعداد 2015" کے اعداد و شمار پر پریس کانفرنس کی، جس میں کل 41 صحافیوں نے شرکت کی۔

★ دارالامان ایبٹ آباد میں 110 خواتین کے لئے کونسلنگ سیشن منعقد کئے گئے۔

★ 11 خواتین اور 2 مردوں کیلئے تھراپی اور کونسلنگ سیشن کا اہتمام کیا۔

★ ضلع ایبٹ آباد اور اس کے گردونواح کے علاقوں میں تنازعات کے پرامن حل اور کم عمری کی شادی جیسے مسائل سے آگاہی کیلئے کیبل نیٹ ورک کے ذریعے ایک مہینے تک انیمیٹڈ پیغامات نشر کئے۔

ساحل ظالم اعداد 2015 کے حوالے سے ایبٹ آباد پریس بریفنگ کے بعد گروپ فوٹو

نوجوان بچوں کے جذباتی رویے

صدمہ سے نکلنے کیلئے کیا کرنا چاہیے؟

صحیح طریقہ

- کسی قریبی قابلِ اعتماد شخص سے اظہار کرنا
- خدا سے دعا کرنا

غلط طریقہ

- جذبات کا اظہار نہ کرنا
- نشہ آور چیزوں کا استعمال کرنا

خطرناک رویوں سے بچاؤ

صحیح طریقہ

- وقت پر سونا، مناسب نیند اور غذا لینا
- کھیل کود میں حصہ لینا

غلط طریقہ

- تیز گاڑی رموٹر سائیکل چلانا
- سگریٹ پینا

غصے کا اظہار کیسے کرنا چاہیے؟

صحیح طریقہ

- مناسب الفاظ میں اظہار کرنا
- غصے کے اظہار سے پہلے اپنے رویے کے بارے میں سوچنا

غلط طریقہ

- خود کو یا دوسروں کو نقصان پہنچانا
- کسی اور کے جذبات کا احساس نہ کرنا

دوستی کے اصول کیا ہونے چاہئیں؟

صحیح طریقہ

- ہم عمر افراد سے دوستی کرنا
- اپنی حفاظت کو سامنے رکھتے ہوئے دوستی کی حد مقرر کرنا

غلط طریقہ

- دوست کی ہر بات ماننا
- دوست کے بارے میں مکمل معلومات نہ ہونا

اپنے والدین کے ساتھ کیسا رابطہ ہونا چاہیئے؟

صحیح طریقہ

- اپنے رویے سے والدین کا اعتماد حاصل کرنا
- والدین کے ساتھ مل کر روزمرّہ زندگی کے اصول قائم کرنا

غلط طریقہ

- ضد کر کے اپنی باتیں منوانا
- والدین کے حالات اور مجبوریوں کو بالکل نہ سمجھنا

ساحل

ساحل فری رابطہ نمبر: 0800-13518

ساحل

بچوں پر جنسی تشدد کے خلاف

ہر بچہ محفوظ

آپ سے ہماری امید

بچوں کا تحفظ

ساحل بچوں پر جنسی تشدد کے خلاف قانونی مدد، نفسیاتی مشاورت کی سہولت اور بچوں کے جسمانی تحفظ کی تربیت فراہم کرتا ہے۔

ساحل ہیڈ آفس۔ اسلام آباد
فون # 92-51-2260636

علاقائی دفتر۔ سکھر
فون # 92-71-5633615

علاقائی دفتر۔ ایبٹ آباد
فون # 92-992-383880

علاقائی دفتر۔ جعفر آباد
فون # 92-838-510912

علاقائی دفتر۔ لاہور
فون # 92-042-5165357

ویب سائٹ: www.sahil.org

ٹول فری لائن: 0800-13518